OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:2, Issue: 2, 2017
DOI: 10.12816/0041889, PP: 49-64

ذبح سے پہلے عمل تدویخ(Stunning)اور معاصر فقہی تحقیقات

Stunning of Livestock before Slaughter and Modern Fiqh Research

Nabil Aḥmad
M. Phil Scholar, Sheikh Zayed Islamic Center,
Punjab University, Pakistan

Haroon ur Rasheed
M. Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
University of Haripur, Pakistan

Abstract

Stunning is the process of rendering animals immobile or unconscious, with or without killing the animal, when or immediately prior to slaughtering them for food. In modern slaughterhouses a variety of stunning methods are used on livestock. Methods include: Electrical stunning, Gas stunning, Percussive stunning. There are three opinions of Islamic scholars about stunning. Those scholars; who do not allow stunning at all; are of the view that the method of rendering animals unconscious before slaughter is against the shairah method and Sunnah, and it is Makrooh e Teḥreemi. Before slaughtering, if an animal died due to stunning, then that animal is carcass and is not allowed to be eaten. But, if before slaughter, ḥayat e Mustaqirrah is present in animal and it is slaughtered in that condition then it is permissible to eat it. Certain scholars allow stunning in certain situations with some terms and conditions. The decisions of Mjam e Faqhiyyah of modern age are also based on conditional permission. Moreover, Mufti Muḥammad Taqi Usmani, Dr. Wahabah Zoḥaili and Abdul Aziz Bin Baaz agree with conditional permission, while some other scholars allow all types of stunning without any condition; Mufti Muḥammad Abduho and his pupil Allamah Rasheed Raza Miṣri agree with later opinion.

***Keywords**: Stunning, Religious Slaughter, Fiqh*

تمہید

آبادی میں دن بدن اضافے کی وجہ سے گوشت کا کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ حصول عصر حاضر کی ایسی

CC BY

ضرورت ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے مغربی ممالک میں " مشینی ذبیحہ " کو متعارف کروایا گیا۔ مغربی ممالک کے مذبح خانوں میں رائج مشینی ذبیحہ میں دیگر بہت سارے قابل تحفظ پہلوؤں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ذبح کے عمل سے پہلے جانور کو "بے ہوش " یا "سن " کیا جائے۔ان کی نظر میں یہ عمل جانور سے ذبح کی تکلیف کو کم کر دیتا ہے۔ نیز ذبح کرنے والا بھی آسانی سے ذبح کر سکتا ہے اور وہ جانور کے کسی بھی ممکنہ حملے سے بچ سکتا ہے۔اس حوالے سے سب سے پہلے مہم چلانے والا ایک نامور ڈاکٹر ،ڈاکٹر بینجمن وارڈ رچرڈسن (Benjamin Ward Richardson) تھا، یہ بیک وقت نفسیات اور بے ہوش کرنے کے عمل کا ماہر تھا۔ بیسویں صدی میں اس نے اپنی عملی زندگی کے بہت سے سال ذبح کے مہذبانہ طریقوں کو تخلیق کرتے گزارے۔

شروع شروع میں مغربی ممالک میں مسلمانوں اور یہودیوں کو اس بات کا استثناء حاصل تھا کہ وہ چاہیں تو اسٹننگ کے بغیر بھی مذبح خانوں میں جانور ذبح کر سکتے ہیں، لیکن آہستہ آہستہ مغربی ممالک میں اسٹننگ کو ذبح کا جزو لازم قرار دیا جانے لگا۔اب سوال یہ ہے کہ کیا ذبح سے پہلے اسٹننگ جائز ہے یا ناجائز ؟

عمل تدویخ(Stunning) کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق " Stun "کا معنی ہے: مار کر بے ہوش کرنا، چکرا دینا، حیرت میں ڈال دینا، سراسیمہ کرنا۔[1] انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق جدید مذبح خانوں کی اصطلاح میں جانوروں کے رحمدلانہ ذبح کی خاطر انھیں ذبح سے پہلے بے ہوش کرنے کو "Stunning "کہتے ہیں۔[2] عربی زبان میں تدویخ کا معنی ہے: سر کا چکرانا، چونکہ اسٹننگ کے عمل میں بھی جانور چکرا کر بے ہوش ہو جاتا ہے، لہٰذا تدویخ کے لفظ کو جدید عربی زبان میں

"Stunning" "کا ہم معنی قرار دیا گیا۔[3]

عمل تدویخ کی اقسام:

جدید قربان گاہوں میں جانوروں کو بے ہوش کرنے کے طریقے درج ذیل ہیں :

کرنٹ کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنا(Electrical Stunning):

الیکٹریکل اسٹننگ وہ طریقہ ہے جس میں برقی رو یا الیکٹرک کرنٹ جانور کے دماغ یا اس کے دل سے یا دونوں سے بیک وقت گزارا جاتا ہے۔ تاکہ بیہوش کرنے کا عمل زیادہ موثر طور پر انجام پاسکے۔ مرغیوں کو اجتماعی طور پر کرنٹ دینے کے لیے ٹھنڈے پانی کے حوض میں کرنٹ چھوڑ کر انھیں اسمیں سے گزارا جاتا ہے،اس کو الیکٹریکل واٹر باتھ (Electrical Water Bath) کہا جاتا ہے،اور انفرادی طور پر کرنٹ دینے کے لیے جو طریقہ ایجاد کیا گیا ہے اسے ہیڈ اونلی الیکٹریکل اسٹننگ (Head Only Electrical Stunning) کا نام دیا گیا ہے،اس طریقے میں علیحدہ علیحدہ ہر مرغی کی گردن ایک ایسی کون میں ڈالی جاتی ہے کہ جس کے دونوں طرف ایک خشک الیکٹروڈ (Dry Electrode) لگا ہوتا ہے، یہ الیکٹروڈز جوں ہی مرغی کے سر سے لگتے ہیں، فورا مرغی ان سے نکلنے والے کرنٹ سے بے ہوش ہو جاتی ہے۔ جبکہ بکروں اور بھیڑوں وغیرہ کو ہیڈ فون نما ایک آلے کے ذریعے کرنٹ دیا جاتا ہے، جسکے دونوں طرف ایک عدد چمٹی لگی ہوتی ہے،آلے کی دونوں چمٹیوں کو جانور کی پیشانی پر رکھ کر اسمیں کرنٹ چھوڑ دیا جاتا ہے۔اسے "الیکٹرک ٹنگ" (Electric Tong) کہا جاتا ہے۔[4]

گیس کے ذریعہ جانور کو بے ہوش کرنا (Gas Stunning) :

اس طریقے میں جانوروں کو کچھ خاص گیسوں کے مکسچر سے بے ہوش کیا جاتا ہے۔ یہ گیسیں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور کاربن مونو آکسائید ہیں۔ ان گیسوں کو سانس میں استعمال ہونے والی گیس (Breathing Gas) مثلاً آکسیجن کے ساتھ ملا کر دیا جاتا ہے، تاکہ جانور پر بیہوشی طاری ہو جائے اور جانور کی موت واقع نہ ہو۔ اگر صرف ایک گیس کو چیمبر میں چھوڑیں گے تو جانور مر جائے گا۔ یہ عمل الیکٹریکل اسٹننگ کے مقابلے میں سست روی سے انجام پاتا ہے، جس کی وجہ سے نقصان کے امکانات بھی کم ہوتے ہیں۔[5]

ضرب کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنا (Percussive Stunning):

اس طریقہ کار میں ایک ایسا آلہ استعمال کیا جاتا ہے جو جانور کے سر پر مارا جاتا ہے، دور قدیم میں اس مقصد کے لیے ایک ہتھوڑا نما آلہ استعمال کیا جاتا تھا، جو ہاتھ میں پکڑ کر جانور کے سر پر مارا جاتا تھا، بیسویں صدی کے آخر میں "کیپٹو بولٹ پسٹل (Captive Bolt Pistol)" نے اسکی جگہ لے لی، یہ سر پر ضرب لگانے کا جدید طریقہ ہے۔ اس طریقہ کار میں جانور کی پیشانی کے درمیان میں پستول نما ایک آلہ رکھا جاتا ہے اور جب اس کا بٹن دبایا جاتا ہے، تو اس میں سے لوہے کی ایک سلاخ نکل کر جانور کی پیشانی میں پیوست ہو جاتی ہے، جس سے جانور بیہوش ہو جاتا ہے، یہ طریقہ عموماً گائیوں کو بے ہوش کرنے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس طریقہ سے جانور پر فوری بیہوشی طاری ہو جاتی ہے، جس کی وجہ دماغ کا ایک دورہ "Brain Trauma" ہے۔ بعض مذبح خانوں میں ایسی کیپٹو بولٹ پسٹل استعمال کی جاتی ہے، جو صرف سر پر ضرب لگاتی ہے، سر میں سوراخ نہیں کرتی۔ جبکہ بعض پسٹلز میں کارتوس بھی ڈالیں جاتے ہیں، دور جدید میں ان پسٹلز کی بے شمار اقسام ہیں۔[6]

عمل تدویخ کے متعلق معاصر علماء کے مؤقف کا جائزہ:

علماء اسلام خصوصاً علماء عرب اور علماء برصغیر پاک و ہند نے جہاں مشینی ذبیحہ کے دیگر پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے، وہیں انہوں نے ذبح سے پہلے عمل تدویخ کو بھی اپنی بحث کا حصہ بنایا ہے۔ اس حوالے سے علماء کے تین گروہ ہیں۔

مانعین کا مؤقف:

ذیل میں ان علماء کے مؤقف کو بیان کیا جائے گا جو عمل تدویخ کی تمام صورتوں کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

علماء کی ایک جماعت کا مؤقف:

جانور کو ذبح سے پہلے بے ہوش کرنے کا طریقہ طریقۂ شرع اور سنت متوارثہ کے خلاف ہے، ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر ذبح سے پہلے، عمل تدویخ کے نتیجے میں جانور کی موت واقع ہو جائے، تو جانور مردار ہے، اسکا کھانا جائز نہیں، لیکن اگر جانور میں قبل از ذبح حیات مستقرہ موجود تھی، اور اسی حالت میں جانور کو ذبح کر لیا گیا تو ایسی صورت میں اسکا کھانا حلال ہے۔ (حیات مستقرہ کی تفصیل حاشیہ میں ملاحظہ ہو[7]) یہ مؤقف مفتی محمود حسن گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا یوسف لدھیانوی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا ہے، جامعہ بنوریہ کراچی کے دارالافتاء نے بھی اسی کے موافق فتوی دیا ہے۔[8]

دلائل:

1) مولانا یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:

اگر سر پر چوٹ مار کر ذبح کرنے میں جانور کو راحت ہوتی اور یہ طریقہ اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ خود اسکی تعلیم فرماتے۔ جن لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے وہ گویا اپنے آپکو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ذہین ثابت

کرنے جارہے ہیں۔[9]

2) مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

ذبح کی علت یہ ہے کہ جانور کے جسم سے خون کا اخراج ہو جائے، جبکہ بے ہوشی کی وجہ سے طبیعت کمزور ہو جاتی ہے اور خون کا اخراج کم ہوتا ہے، لہٰذا شرعی لحاظ سے ایسا کرنا ممنوع ہوگا۔ نیز بدن میں کافی خون موجود ہونے کے باوجود جب خون کم نکلے گا تو باقی خون گوشت میں مل جائے گا، لہٰذا طبی لحاظ سے بھی ایسا کرنا ممنوع ہوگا۔[10]

عبداللہ عبدالرحیم العبادی کا مؤقف:

عبداللہ عبدالرحیم العبادی کہتے ہیں کہ مغرب کے مسیحی اور بت پرست خون کو کالے مشروب کی صورت میں استعمال کرتے ہیں، لہٰذا وہ ذبح سے پہلے جانور کو تدویخ کے عمل سے گزارتے ہیں تاکہ جانور کا خون اسکے اندر ہی رہے اور جسم سے باہر اسکا اخراج نہ ہونے پائے، تاکہ وہ اسے استعمال کر سکیں، جبکہ مسلمان اور یہودی خون کے استعمال کو حرام کہتے ہیں، لہٰذا یہ بات ناممکن ہے کہ وہ کسی ایسے طریقے کو قبول کریں کہ جس سے خون کا کافی مقدار میں اخراج ممکن نہ ہو۔ نیز تدویخ کا طریقہ، حیوانات کے اجتماعی قتل کے اس طریقے کے مقابلے میں زیادہ نرمی والا ہو سکتا ہے جو ماضی میں مغربی ممالک میں زیر استعمال تھا، لیکن یہ ذبح کے مقابلے میں زیادہ رحیمانہ نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اخراج خون سے پہلے تدویخ ایک عیب ہے جو عصبی صدمہ پیدا کرتا ہے اور یہ ایک ایسی حالت ہے جس میں خون کی گردش بند ہو جاتی ہے۔ تدویخ کے مشینی آلات کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ نصف صدی سے زیادہ ہو گیا ہے، لیکن تجربات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تدویخ کا کوئی ایک بھی ایسا آلہ نہیں ہے کہ جسے بے خطر استعمال کیا جا سکے۔[11]

ڈاکٹر محمد شکیل اوج کا مؤقف:

ڈاکٹر صاحب کے مطابق یورپ اور امریکا میں جانور کو الیکٹرک شاک کے ذریعے بے ہوش کرنے کا جو رواج چل پڑا ہے، اسکی منطقی توجیح تو بہت خوبصورت ہے کہ جانور کو بے ہوش یا سن کرکے اسکی تکلیف کم کی جائے، لیکن فن ذبح کے ماہرین خوب جانتے ہیں کہ ذبح کی حقیقت اسکے تذکیہ میں پوشیدہ ہے اور تذکیہ کیلئے جانور کا تڑپنا ضروری ہے۔ جتنا جانور زیادہ تڑپے گا اسی قدر خون کا اخراج ہوگا، اور اسکا تذکیہ عمدہ طریقے پر ہو جائے گا، کیونکہ گوشت، خون کے زہریلے جراثیم سے پاک ہو جائے گا اور ایسے ہی گوشت کو حلال و طیب کہا جاتا ہے، قرآن کی رو سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی چیز کے قابل طعام ہونے کے لیے فقط اس کا حلال ہونا کافی نہیں بلکہ طیب ہونا بھی ضروری ہے، اسی لیے متعدد مقامات پر "حلال طیبا" کے الفاظ اکٹھے لائے گئے ہیں۔ (البقرۃ: 168۔ المائدۃ: 88۔ الانفال: 69۔ النحل: 114)

جن جانوروں کے ہوش و حواس ختم کرکے انہیں ذبح کیا جاتا ہے انہیں ظاہری پہلو کے لحاظ سے ذبیحہ تو کہہ سکتے ہیں، لیکن حلال طیب نہیں کہہ سکتے اس بات کا بھی خیال رہے کہ دماغ پر چوٹ یا ضرب مار کر جانور کو تھوڑی سی دیر کے لیے بے حس و حرکت کرکے ٹھیک اسی وقت ذبح کرنا، قریب قریب موقوذیت والی کیفیت کو مصنوعی طور پر پیدا کرنا ہے۔ قرآن مجید میں فطری موقوذہ کے بارے میں "الا ما ذکیتم" (المائدہ: 3) کے الفاظ سے یہ قانون بتلایا گیا ہے کہ اگر اسے ذبح کر لیں تو وہ حلال ہو جائے گا، لیکن مذکورہ صورت میں جانور کو مصنوعی طور پر موقوذہ بنایا جاتا ہے لہٰذا مصنوعی موقوذہ کو فطری موقوذہ پر قیاس کرکے حلت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، اگرچہ اس جانور کو الٹا کرکے اس کی نالیوں میں سے خون کو ڈرین کر لیا جائے۔ ایسا کرنا اسلام کے ذبح

کے قانون کا مذاق اڑانا ہے۔[12]

لجنة الفتاویٰ بالشبکة الاسلامیة کا مؤقف:

جانور کی قوت مزاحمت کم کرنے کیلئے بجلی کا کرنٹ استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف پہنچتی ہے، اور ایسا کرنا شرعاً ناجائز ہے، اگر کوئی ایسا کرنے کے بعد جانور کو ذبح کر دے اور ذبح سے پہلے جانور میں حیات مستقرہ موجود ہو تو جانور کا کھانا حلال ہے۔ دلیل، باری تعالیٰ کا قول: الا ما ذکیتم (المائدہ: 3) ہے۔ حیات مستقرہ کی موجودگی کی دو علامات ہیں: جانور حرکت کرے یا اس سے تیزی سے خون بہہ کر نکلے۔[13]

مجوزین بالشرط کا مؤقف:

ذیل میں ان علماء کے مؤقف کو بیان کیا جائے گا جو عمل تدویخ کی مخصوص صورتوں کو شرائط و ضوابط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا مؤقف:

ذبح سے پہلے مرغیوں کے عمل تدویخ کے حوالے سے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا کہنا ہے کہ مرغیوں کو اگر ذبح سے پہلے ایسے ٹھنڈے پانی سے گزارا جائے کہ جس میں کرنٹ نہ ہو، اور مرغیاں صرف پانی کی ٹھنڈک کی وجہ سے سن ہو جائیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر اس پانی میں کرنٹ موجود ہو اور مرغیاں اس کرنٹ کی وجہ سے سن ہو جائیں تو پھر بھی یہ عمل ذبح کے لیے مضر نہیں ہے، کیونکہ اس سے مرغیوں کی موت واقع نہیں ہوتی۔ صرف اتنا ہوتا ہے کہ مرغیوں کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے، دماغ کے ماؤف ہو جانے سے دل سکڑ جاتا ہے اور اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سن کیے ہوئے جانور سے اس جانور کی نسبت خون کم نکلتا ہے کہ جس کو سن نہ کیا گیا ہو۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اس امر کی تحقیق کرنی چاہیے کہ کہیں کوئی معین جانور اس عمل سے مر تو نہیں گیا، کیونکہ ایسے جانور کا کھانا جائز نہیں، اگرچہ بعد میں شرعی طریقے پر اس کی رگیں کاٹ دی جائیں۔ لہٰذا اس معاملے کی خوب تحقیق کرنی چاہیے کہ اس کرنٹ میں اتنی طاقت تو نہیں ہے کہ یہ مرغیوں کو ذبح سے پہلے ہی مار دے، اور اس بات کی بھی کڑی نگرانی کرنی چاہیے کہ کہیں کوئی مرغی ذبح سے پہلے مر کر چین کے ذریعے آگے ذبح ہونے نہ پہنچ جائے لیکن اس کے باوجود بھی اس عمل کا ترک کرنا اولی ہے، تاکہ کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔

مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ مشینی ذبیحہ میں تھوڑی سے ترامیم کروا کر اسے شریعت کے مطابق بنایا جا سکتا ہے اس میں ایک ترمیم یہ بھی ہے کہ ٹھنڈے پانی میں بجلی کا کرنٹ نہ چھوڑا جائے، یا اس بات کا یقین حاصل کر لیا جائے کہ اس کے نتیجے میں مرغی کے دل کی دھڑکن بند نہ ہو جائے۔

گائے اور بکری وغیرہ کو بے ہوش کرنے کیلئے عموماً چار طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کیا جاتا ہے:

1) سر پر ہتھوڑا مار کر بے ہوش کرنا۔

2) مخصوص قسم کے پستول سے جانور کی پیشانی پر سلاخ فائر کر کے بے ہوش کرنا۔

3) چمٹی کی طرح کے آلے کو جانور کی کنپٹیوں پر رکھ کر اس کے ذریعے کرنٹ چھوڑ کر بے ہوش کرنا۔

4) کاربن ڈائی آکسائڈ کے چیمبر میں جانور کو ڈال کر اسکو بے ہوش کرنا۔

5) ان چاروں طریقوں کے بارے میں مفتی صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ اگر ان طریقوں کے استعمال سے جانور سے ذبح

کی تکلیف کم ہو جاتی ہے توانکا استعمال جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اذا قتلتم فاحسنو االقتلة ، واذا ذبحتم فاحسنو االذبح وليحد احدكم شفرته وليرح ذبيحته-"[14]

جب تم (کسی کافر کو) قتل کرو تو اچھے انداز میں قتل کرو، اور جب تم (کسی جانور کو) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، اور اپنی چھری تیز کرلو اور اپنے جانور کو راحت پہنچاؤ۔

جہاں تک بے ہوشی کے عمل کا تعلق ہے جو بعض حالات میں حیوانات کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے اور ذبح کی تکلیف سے زیادہ اس میں تکلیف ہوتی ہے، جیساکے پیشانی پر ہتھوڑا مار کر بے ہوش کرنا، یہ طریقہ بلا شبہ شرعا ناجائز ہے۔ باقی تین طریقوں کے بارے میں ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ انکے استعمال سے ذبح کی تکلیف میں کمی ہوتی ہے یا زیادتی؟ اس لیے کہ حیوان کی پیشانی پر پستول چلانے سے اسکو شدید چوٹ لگتی ہے، کرنٹ کا جھٹکا بھی تکلیف سے خالی نہیں اور حیوان کو گیس کے چیمبر میں بند کرنا بھی حیوان کا سانس گھٹنے کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ لیکن علم الحیوان کے ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ یہ طریقے جانور سے ذبح کی تکلیف کم کردیتے ہیں، لہٰذا اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ انکی وجہ سے ذبح کی تکلیف کم ہو جاتی ہے اور جانور کی موت بھی واقع نہیں ہوتی تو انکا استعمال جائز ہوگا ورنہ ناجائز۔ جب تک یہ طریقے مشکوک ہیں، اس وقت تک ان سے دور رہنا ہی مناسب ہے۔[15]

مجمع الفقہ الاسلامی (انٹرنیشل اسلامک فقہ اکیڈمی سعودی عرب) کا مؤقف:

28 صفر 1418ھ کو مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کا دسواں اجلاس جدہ سعودی عرب میں منعقد ہوا، جس میں ذبح کے حوالے سے فقہاء، اطباء، اور غذائی ماہرین نے ایک قرار داد منظور کی جو "قرار بشان الذبائح" کے نام سے معروف ہے۔ اس قرار داد میں یہ بات طے کی گئی کہ تذکیہ شرعی کی حقیقت یہ ہے کہ یہ بغیر تدویخ کے ہو، اس لیے کہ ذبح اسلامی اپنی شرائط و آداب کے ساتھ ایک ایسا طریقہ ہے جو جانور کے لئے سب سے کم تکلیف دہ ہے۔ اس قرار داد میں عمل تدویخ کے حوالے سے درج ذیل شقیں پاس کی گئیں:

(ا) اگر کسی جانور کو مندرجہ ذیل فنی شرائط ملحوظ رکھتے ہوئے عمل تدویخ سے گزارا جائے اور پھر اسے تذکیہ شرعیہ کے مطابق ذبح کردیا جائے تو اسکا کھانا حلال ہے۔

کیونکہ ماہرین نے ان شرائط کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ یہ شرائط جانور کو ذبح سے پہلے موت تک نہیں پہنچنے دیتیں:

1) کرنٹ کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنے کی صورت میں چمٹی نما آلہ جانور کی دونوں کنپٹیوں پر رکھ کر اسے کرنٹ دیا جائے۔

2) کرنٹ کے وولٹیج کی رینج 100-400 وولٹ ہو۔

3) بھیڑ بکریوں کیلئے کرنٹ کی شدت 1.0 amps – 0.75 ہو اور گائیوں کے لیے 2-2.5amps ہو۔

4) کرنٹ دینے کا وقت 6 – 3 سیکنڈ ہو۔

(ب) جانور کے سر یا پیشانی پر ہتھوڑا مار کر اسے بے ہوش کرنا ناجائز ہے، نیز انگریزی طریقے سے ذبح کرنا یعنی سینے میں ہوا بھر کر جانور کو مارنا بھی ناجائز ہے۔

(ج) مرغیوں کو ذبح سے پہلے کرنٹ دینا جائز نہیں۔ اس لیے کے تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ سوائے چند

مرغیوں کے بقیہ تمام مرغیاں ذبح سے پہلے ہی موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔

(د) کاربن ڈائی آکسائیڈ کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنا یا کیپٹو بولٹ پسٹل کے استعمال سے اسے بے ہوش کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ذبح سے پہلے جانور موت تک نہ پہنچے ایسا جانور اگر ذبح کرلیا گیا تو حرام نہ ہوگا۔

غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمان یہ کوشش کریں کہ انہیں تدویخ کے بغیر ذبح کرنے کی اجازت مل جائے۔[16]

فقہی اکیڈمی انڈیا کے احباب کا مؤقف:

فقہی اکیڈمی انڈیا کے احباب کا مؤقف یہ ہے کہ جانوروں کو ذبح سے پہلے بجلی یا کسی اور طریقے سے بے ہوش کرنے کا جو طریقہ رواج پا رہا ہے اور اسے جانوروں کیلئے الم و تکلیف کم کرنے کا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے، سیمینار کو اس نقطہء نظر سے اتفاق نہیں ہے بہتر طریقہ یہی ہے کہ بغیر بے ہوش کیے جانور کو ذبح کیا جائے۔

لیکن اگر کہیں یہ طریقہ رائج ہو اور اس بات کا یقین ہو جائے کہ جانور صرف بے ہوش ہوا ہے، مرا نہیں، پھر جانور کو ذبح کرلیا جائے تو ذبیحہ حلال ہوگا۔[17]

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کا مؤقف:

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کے نزدیک اگر ذبح سے پہلے ایسے ذرائع اختیار کیے جائیں کہ جس سے جانور کی مزاحمت کی قوت کمزور پڑ جائے اور اسے تکلیف بھی نہ ہو تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں لہٰذا تدویخ کے وہ تمام طریقے اسلام میں جائز ہوں گے کہ جن کے استعمال سے جانور کو تکلیف نہ پہنچے اور ذبح سے پہلے اس میں طبعی حیات کی موجودگی کا غالب گمان ہو، جیسا کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنا، جبکہ سر پر ہتھوڑا مارنا کرنٹ اور کیپٹو بولٹ پسٹل کا استعمال ناجائز ہوگا کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے لیکن اگر کوئی ان طریقوں کے استعمال کے بعد جانور کو ذبح کردے اور اس میں حیات مستقرہ موجود ہو تو آئمہ اربعہ کے نزدیک وہ جانور حلال ہو جائے گا سننے میں یہ بات آئی ہے کہ مذبح خانوں میں جانور کو عمل تدویخ سے گزارنے کے چند سیکنڈ بعد ذبح کردیا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کا کھانا حلال ہوگا۔[18]

دار الافتاء المصریۃ کا مؤقف:

اگر جانور کو صرف عمل تدویخ سے مارا جائے تو وہ میتۃ، منخنقہ اور موقوذہ وغیرہ میں داخل ہو کر ازروئے قرآن حرام ہے، لیکن اگر جانور میں حیات مستقرہ موجود تھی اور اسے اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کردیا گیا تو ایسا جانور آئمہ اربعہ کے نزدیک حلال ہو جائے گا اور اگر اس میں حیات مستقرہ نہ ہو بلکہ حیات کی ذرا سی رمق ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو حلال ہے، ائمہ اربعہ کے نزدیک حلال نہیں ہے۔

عمل تدویخ سے مقصد اگر جانور کی قوت مزاحمت کو کمزور کرنا اور اس پر غلبہ پانا ہو تو ایسا کرنا جائز ہے اور اگر یہ مقصد نہ ہو تو یہ جانور کو تکلیف دینا ہے، اور ایسا کرنا مکروہ ہے۔[19]

عبدالعزیز بن باز کا مؤقف:

مسلمان اور اہل کتاب کا وہ ذبیحہ کہ جس کے بارے میں علم ہو کہ انہوں نے غیر شرعی طریقے پر ذبح کیا ہے، حلال نہیں ہے، انکا وہ ذبیحہ جو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کیا گیا ہو یا اس کے بارے میں ہمیں علم نہ ہو کہ انہوں نے اسے کس طرح ذبح کیا ہے تو اصل یہ ہے کہ وہ حلال ہے، لیکن اگر غیر شرعی طریقے سے اسے ذبح کیا گیا ہو مثلاً بجلی کے جھٹکے وغیرہ سے جانور کو مار دیا

جائے تو جانور حرام ہو جائے گا اور اگر عمل تدویخ کے بعد جانور میں حیات تھی اور اسے ذبح کر لیا تو بھی اس کا کھانا حلال ہے۔

شیخ ابن باز نے حرمت علیکم المیتة الخ (المائدہ : 3) سے استدلال کیا ہے، کیونکہ جو جانور بجلی کے کرنٹ سے مارا گیا ہو وہ منخنقہ اور موقوذہ میں داخل ہو کر حرام ہو گا خواہ مسلمان نے ایسا کیا ہو یا کتابی نے۔[20]

مجوزین بغیر الشرط کا مؤقف:

ذیل میں ان علماء کے مؤقف کو بیان کیا جائے گا جو عمل تدویخ کی تمام صورتوں کو بغیر کسی شرط کے جائز قرار دیتے ہیں۔

مصر کے مفتی محمد عبدہ اور انکے تلمیذ رشید علامہ رشید رضا مصری کا مؤقف:

مصر کے مفتی محمد عبدہ کا مؤقف یہ ہے کہ نہ صرف عمل تدویخ مستحسن ہے، بلکہ اگر جانور کو صرف بجلی کے جھٹکوں سے مار دیا جائے اور ذبح نہ کیا جائے تو یہ طریقہ بھی نہ صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن ہے۔

مفتی محمد عبدہ نے اپنی تفسیر المنار میں لکھا ہے:

"وإني لأعتقد أن النبی ﷺ لو اطلع على طريقة التذكية أسهل على الحيوان ولا ضرر فيها كالتذكية بالكهربائية ان صح هذا الوصف فيها لفضلها على الذبح "[21]

(اور میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر نبی ﷺ کو تذکیہ کا کوئی ایسا طریقہ معلوم ہوتا، جو جانوروں کیلئے سہولت کا اور بے ضرر ہوتا، جیسا کہ بجلی کے کرنٹ سے مار کر تذکیہ کرنا ہے، اگر یہ وصف اس میں صحیح ہے، تو آپ ﷺ اس طریقے کو اسلامی ذبح کے طریقے سے افضل قرار دیتے)

اس کے بعد واضح لفظوں میں یہ بات بھی کہہ دی کہ جانور کا گوشت کھانا امور طبیعہ عادیہ میں سے ہے، مذہب و ملت سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ شرعی پابندیاں صرف عبادات میں ہوتی ہیں۔ چونکہ لوگوں کے ہاں رائج طریقوں میں سے پالتو جانوروں کیلئے ذبح اور وحشی جانوروں کیلئے عقر کا طریقہ دیگر طریقوں کے مقابلے میں اکثر لوگوں کیلئے آسان تھا، نیز قتل وغیرہ کی نسبت اس میں جانور کو تکلیف بھی کم ہوتی تھی، چنانچہ لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا اور شریعت نے انکے لیے یہی طریقہ مقرر کر دیا۔[22] مفتی محمد عبدہ کے شاگرد رشید علامہ رشید رضا مصری نے مجلة المنار میں ذبائح اہل کتاب سے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے اپنے استاذ مفتی محمد عبدہ کی تائید کی ہے اور فرمایا ہے کہ ذبح سے پہلے اگر جانور کو کسی دھاری دار یا غیر دھاری دار چیز سے مارنے کے بعد ذبح کر لیا جائے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ جانور میں حیات مستقرہ موجود رہتی ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک ایسا جانور حلال ہو جائے گا۔[23]

شیخ یوسف القرضاوی کا مؤقف:

شیخ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں کہ جس طرح اہل کتاب سے نکاح کرنے کی اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ہے ایسے ہی ان کے کھانوں کے بارے میں بھی رخصت دی ہے چنانچہ فرمایا: "وطعام الذين اوتو االكتاب حل لكم" (المائدہ : 5) مشرکین عرب کے کھانوں کے بارے میں اسلام نے شدت اختیار کی اور اہل کتاب کے کھانوں کے متعلق نرمی کا پہلو اختیار کیا، کیونکہ وہ وحی، نبوت اور اصول دین کے اعتراف میں مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

"وطعام الذين اوتو الكتاب حل لكم" (المائدہ: 5) کے الفاظ ان کے تمام کھانوں کو شامل ہیں، چاہے وہ ذبائح ہوں یا اناج وغیرہ، سوائے حرام لعینہ کے جیسا کہ میتة، دم مسفوح اور خنزیر، اس طرح کی چیزیں نہ تو کسی مسلمان سے کھائی جا سکتی ہیں نہ

کتابی سے۔

شیخ یوسف القرضاوی کے نزدیک اہل کتاب کے لیے مسلمانوں کی طرح ذبح کرنا شرط نہیں ہے۔چنانچہ اہل کتاب کے ممالک سے مسلمانوں کے ملکوں میں جو گوشت درآمد کیا جاتا ہے اور جس کا تذکیہ بجلی کے کرنٹ وغیرہ کے ذریعے عمل میں لایا جاتا ہے اس کا کھانا شیخ کے نزدیک حلال ہے، کیونکہ اہل کتاب جن کھانوں کو حلال سمجھتے ہیں وہ ہمارے لیے بھی حلال ہیں، ان کی حلت سورۃ المائدہ کی آیت: 5 سے ثابت ہے۔

شیخ نے بطور استدلال کے امام مالک سے پوچھے گئے ایک استفتاء کا جواب بھی نقل کیا ہے کہ امام مالک سے اہل کتاب کہ ان ذبائح کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو وہ اپنے عبادت گاہوں کے لیے ذبح کرتے ہیں تو امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں نہ کہ حرام، مکروہ بھی بطور تقوی کے کہا کہ کہیں "وما أهل لغير الله به" (المائدہ: 3) میں داخل نہ ہو، ورنہ امام مالک کے نزدیک اہل کتاب کی نسبت سے "وما اہل لغیر اللہ بہ" (المائدہ: 3) میں صرف وہ جانور داخل ہیں کہ جنہیں اپنے معبودوں کی خوشنودی کیلئے انہوں نے قربان کیا ہو اور وہ انہیں کھاتے نہ ہوں، جبکہ وہ جانور کہ جنہیں ذبح کرکے وہ کھاتے ہوں تو وہ ان کے طعام میں داخل ہو کر " وطعام الذين اوتو الكتاب حل لكم" (المائدہ: 5) کی رو سے حلال ہے۔[24]

شیخ یوسف القرضاوی نے ابن عربی کے قول کو بھی دلیل بنایا ہے۔ قاضی ابن عربی نے سورۃ المائدہ آیت: 5 کی تفسیر میں یہ بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شکار اور انکے کھانوں کو مطلّقا حلال کیا ہے۔[25]

شیخ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مغربی ممالک سے آنے والے گوشت کی تفتیش نہ کریں کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ "ما غاب عنه لا نسال عنه " (غائب چیز کی تفتیش نہیں کرنی چاہیے) بلکہ اسے حلال ہی سمجھنا چاہیے۔ بطور دلیل کہ بخاری شریف میں موجود حضرت عائشہ کی حدیث کو بھی نقل کیا ہے:

"عن عائشة رضي الله عنها، أن قوما قالوا للنبيﷺ: إن قوما يأتوننا باللحم لاندري ذكروا اسم الله عليه أم لا؟ فقال: سمو عليه، أنتم وكلوه، قالت: وكانوا حديثي عهد بالكفر۔"[26]

(عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ ایک قوم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ ایک ایسی قوم ہمارے پاس گوشت لاتی ہے کہ جسکے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ انھوں نے ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کا نام لے کر اسے کھالیا کرو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ لوگ نو مسلم تھے) لہذا مغربی ممالک سے آنے والا گوشت حلال ہے۔[27]

عمل تدویخ سے متعلق معاصر علماء کے مؤقف کا تجزیہ:

ذیل میں مقالہ نگار عمل تدویخ سے متعلق معاصر علماء کے مؤقف اور انکے دلائل کا تجزیہ اور ان پر تبصرہ اسی ترتیب سے ذکر کرے گا جس ترتیب سے ما قبل میں انکے مؤقف کا تذکرہ ہوا۔

علماء برصغیر کی ایک جماعت کہ جس میں مفتی محمود حسن، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا یوسف لدھیانوی، مفتی مولانا انعام الحق قاسمی، خالد سیف اللہ رحمانی اور جامعہ بنوریہ کے دار الافتاء کے مفتیان کرام شامل ہیں جن کے نزدیک عمل تدویخ کا استعمال خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے۔ ان میں سے بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ عمل تدویخ کے نتیجے میں خون کا اخراج کم ہوتا ہے، لیکن یہ بات مطلّقا درست نہیں۔ ماہرین کے نزدیک اگر فورا جانور کو ذبح کر لیا جائے تو خون کا اخراج معمول کے مطابق

ہوتا ہے اور اگر کچھ دیر بعد ذبح کیا جائے تو خون کے اخراج میں کمی ہو جاتی ہے۔

عبد اللہ عبد الرحیم العبادی کا مؤقف اس حوالے سے درست ہے کہ انہوں نے عمل تدویخ کے جملہ طریقوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ تدویخ کا کوئی بھی طریقہ ہو اس کا استعمال ذبح سے پہلے ایک اضافی تکلیف ہے۔ لیکن جیسا کہ انہوں نے علی الاطلاق یہ دعوی کیا ہے کہ مغرب کے مسیحی اور بت پرست خون کو کالے مشروب کی صورت میں استعمال کرتے ہیں اور خون کو محفوظ کرنے کیلئے یہ طریقہ اپناتے ہیں، مقالہ نگار کو اب تک اسکی کوئی سند نہیں مل سکی۔

ڈاکٹر محمد شکیل اوج اگرچہ عمل تدویخ کو درست نہیں سمجھتے، لیکن انہوں نے ذبح اور تذکیہ کے نام سے جو اصطلاحات متعارف کروائی ہیں، اور عمل تدویخ کے بعد جانور کی رگیں کاٹنے کو ذبح اور اسکے بغیر جانور کی رگیں کاٹنے کو تذکیہ کہا ہے، اور یہ بھی باور کرایا ہے کہ اگر جسم سے خون اچھی طرح بہہ جائے تو تذکیہ ہوگا ورنہ صرف جانور ذبح ہوگا، اور پھر ذبح شدہ کو حلال اور تذکیہ شدہ کو حلال طیب کہا ہے، یہ انکا انفرادی نقطہ نظر ہے، جمہور علماء کے ہاں ذبح، تذکیہ کی ایک قسم ہے، نہ کہ کوئی علیحدہ اصطلاح ہے۔

لجنة الشبكة الإسلامية نے عمل تدویخ کو ناجائز قرار دیا ہے۔ مقالہ نگار کے نزدیک انکا مؤقف درست ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے تدویخ کی شرعی حیثیت پر کوئی حتمی رائے قائم کرنے کا اقدام نہیں کیا، انکی تمام بحث صرف اس اصول پر کھڑی ہے کہ اگر عمل تدویخ کے استعمال سے ذبح کی تکلیف کم ہو تو اسکا استعمال جائز ورنہ ناجائز ہوگا۔ یہ بھی کہا کہ چونکہ ان طریقوں کے استعمال میں بہت زیادہ شبہات ہیں لہٰذا ان سے دور رہنا مناسب ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی کی کاوش اچھی ہے کہ اس نے علماء اور غذائی ماہرین کی مشاورت سے عمل تدویخ کے معیارات مقرر کیے۔ تاہم یہ معیارات کرنٹ کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنے سے متعلق ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پستول نما آلے کے ذریعے بے ہوش کرنے کے متعلق معیارات نہیں طے کیے گئے۔ تاہم ان معیارات کے حوالے سے علم الحیوان کے ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ انہیں بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ حساسیت کے اعتبار سے ہر جانور دوسرے سے منفرد ہوتا ہے، زیادہ حساس جانور ان معیارات کو پورا کرنے کے باوجود ذبح سے پہلے مر سکتے ہیں۔

فقہی اکیڈمی انڈیا کے احباب اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ عمل تدویخ کے ذریعے جانور سے ذبح کی تکلیف کم ہو جاتی ہے، بہتر طریقہ بغیر تدویخ کے ذبح کرنا ہے۔ اس بات سے عمل تدویخ کا جواز سمجھ میں آ جاتا ہے۔ کیونکہ جب بغیر تدویخ کے ذبح کرنا بہتر ہے تو اسکا یہی مطلب نکلتا ہے کہ تدویخ کے بعد ذبح کرنا بہتر نہیں بلکہ جائز ہے۔ اگر عمل تدویخ قبل از ذبح ایک اضافی تکلیف ہے اور جانوروں سے ذبح کی تکلیف کم کرنے میں مؤثر نہیں تو اسے صراحتا ناجائز قرار دینا چاہیے تھا۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کے نزدیک تدویخ کے جملہ طریقے تکلیف دہ ہیں، بلکہ صرف کاربن ڈائی اکسائیڈ استعمال کر کے جانور کو بے ہوش کرنا تکلیف سے خالی ہے اور اس میں ذبح سے پہلے جانور میں حیات مستقرہ بھی موجود رہتی ہے۔ غالبا انہوں نے اس طریقہ کو انسانوں کو دیے جانے والے اینستھیزیا پر قیاس کیا ہے۔ اس حوالے سے گزارش یہ ہے کہ آپریشن سے پہلے انسانوں کو جو اینستھیزیا دیا جاتا ہے وہ ہر ہر انسان کو علیحدہ علیحدہ ایک ماہر ڈاکٹر کی موجودگی میں دیا جاتا ہے، جبکہ جانوروں کو اکٹھا ہی ایک گیس کے چیمبر میں بھر کر بے ہوش کر دیا جاتا ہے اور انفرادی طور پر اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ یہ ہر ہر جانور کی قوت مدافعت کے مطابق ہے یا نہیں؟

دار الافتاء المصریۃ نے کہا ہے کہ اگر اسکا مقصد جانور کی قوت مدافعت کو کمزور کرنا ہو تو اسکا استعمال جائز ہے اور اگر جانور کو تکلیف پہنچانا مقصود ہو تو اسکا استعمال مکرہ ہے۔ یہ وجہ فرق جو انہوں نے بیان کی یہ مقالہ نگار کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اگر ایک چیز فی الواقع تکلیف دہ ہے تو آپ کوئی بھی نیت کرلیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس نے تو بہر حال تکلیف دینی ہے۔

شیخ ابن باز نے عمل تدویخ کے جواز و عدم جواز کو موضوع بحث نہیں بنایا بلکہ غیر جانب دارانہ طور پر صرف اتنا کہا ہے کہ محض اسکے استعمال سے جانور کو مار دینے سے جانور حرام ہو جائے گا، لیکن اگر اسکے استعمال کے بعد شرعی طریقے سے ذبح کر دیا جائے تو وہ حلال ہو گا ورنہ نہیں۔

مفتی محمد عبدہ اور علامہ رشید رضا مصری کا مؤقف جمہور علماء امت کے بالکل برخلاف ہے۔ یہ ان دونوں حضرات کی اجتہادی غلطی ہے کہ انہوں نے محض بجلی کے کرنٹ سے جانور مار دینے کو بھی مستحسن قرار دیا ہے اور دلیل اس بات کو بنایا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنا امور عادیہ میں سے ہے نہ کہ امور تعبدیہ میں سے ہے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ شریعت کا ذبح کرنے کا حکم چاہے امر تعبدی ہو یا امر عادی، بالفاظ دیگر اسکی حکمت و علت ہمیں سمجھ آتی ہو یا نہ آتی ہو، ہم اسکے تبدیل کرنے یا مطلقاً چھوڑ دینے کا حق نہیں رکھتے۔[28]

شیخ یوسف قرضاوی کے مؤقف کا حاصل یہ ہے کہ اگر کتابی صرف عمل تدویخ کے استعمال سے جانور کو قتل کر دے تو بھی اسکا کھانا حلال ہے، لیکن اگر مسلمان ایسا کرے تو اسکا کھانا حرام ہے۔ اگر آیت قرآنی "وطعام الذين اوتو الكتاب حل لكم" (المائدہ: 5) کی رو سے ہر قسم کا کھانا حلال قرار دیا جائے تو پھر اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا خنزیر بھی حلال ہونا چاہیے۔ جب خنزیر کو اس وجہ سے حرام قرار دیا گیا کہ ہماری شریعت نے اسے حرام کہا ہے تو پھر ہماری شریعت ہی نے "الا ما ذكيتم" (المائدہ: 3) کی قید لگا کر ہمارے لیے صرف وہی جانور حلال کیے ہیں جو بطریق شرع ذبح کیے گئے ہوں۔[29] جہاں تک ابن عربی کے فتوی کا تعلق ہے تو ابن عربی نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔[30] اور حدیث عائشہ نو مسلموں کے بارے میں ہے، اس سے استدلال کر کے کفار کے ذبائح کو حلال قرار دینا درست نہیں۔[31]

عمل تدویخ کے بارے میں مقالہ نگار کا مؤقف:

عمل تدویخ کے بارے میں مقالہ نگار کا یہ مؤقف ہے کہ مسلمانوں کو اپنے مذبح خانوں میں اسلامی ذبح کے شرائط و آداب ملحوظ رکھتے ہوئے جانور کو ذبح کرنا چاہیے، ماہرین حیوانات اور علماء کرام نے مذبح خانوں میں اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے کہ تدویخ کا کوئی بھی طریقہ تکلیف سے خالی نہیں اور یہ ذبح سے پہلے جانور کے لیے ایک اضافی تکلیف ہے۔ حالانکہ شرعی طور پر حکم یہ ہے کہ جانوروں کو ذبح کے موقع پر سہولت و آرام کے ساتھ ذبح کیا جائے اور انھیں کسی بھی اضافی تکلیف سے بچایا جائے۔ شریعت نے احکام شرع کا دار و مدار مشاہدہ پر رکھا ہے اور مشاہدہ یہی ہے کہ عمل تدویخ ذبح کی تکلیف کو کم یا ختم کرنے کی بجائے، ذبح سے پہلے ایک اضافی تکلیف ہے، لہٰذا عمل تدویخ کا کوئی بھی طریقہ استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ سائنسی نقطہء نظر سے بھی عمل تدویخ، ذبح کے مقابلے میں زیادہ تکلیف دہ ہے، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اس پر بہت خوبصورت تحقیق کی ہے، جسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔[32]

جہاں تک مغربی ممالک کے مذبح خانوں کا تعلق ہے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہاں کی حکومتوں سے یہ بات منظور کروائیں کہ مسلمان عمل تدویخ کے بغیر جانور ذبح کریں گے، جیسا کہ کوشر گوشت جو یہودیوں کے لیے بمنزلہ حلال گوشت

ہے،اسمیں صرف وہ اپنے مذہبی طریقے پر اکتفاء کرتے ہیں اور تدویخ کے طریقے کو قبول نہیں کرتے۔لیکن جہاں کہیں عمل تدویخ کو اختیار کرنا قانونی مجبوری ہے، وہاں بھی اس بات کا خیال رکھا جائے کہ تدویخ کے صرف وہ طریقے اختیار کیے جائیں کہ جن سے جانور کی موت واقع نہیں ہوتی، جیساکہ اسلامی فقہ اکیڈمی سعودی عرب نے اپنی دسویں قرارداد میں مرغیوں کے لیے ٹھنڈے پانی میں کرنٹ چھوڑ کرانھیں بے ہوش کرنے اور جانوروں کے سر پر ہتھوڑا مار کرانھیں بے ہوش کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے، کیونکہ ماہرین کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں جانور کی موت واقع ہونے کی قوی امکانات ہوتے ہیں، جبکہ چھوٹے جانوروں کو چمٹی نما آلہ کے ذریعے کرنٹ دے کر یا کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کے چیمبر میں ڈال کر بے ہوش کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

جبکہ بڑے جانوروں کے لیے کیپٹو بولٹ پسٹل کے استعمال کو جائز کہا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ان تینوں طریقوں کے استعمال سے جانور کی موت واقع نہ ہو،اسکے لیے اس قرر داد میں چند معیارات وضع کیے گئے ہیں،جس میں چھوٹے اور بڑے جانوروں کے لیے کرنٹ دینے کے وقت اور اسکی حدوود کو ذکر کیا گیا ہے، لیکن مقالہ نگار نے ماہرین حیوانات سے مشورہ کیا تو معلوم ہوا کہ کمزور اور زیادہ حساس جانور ان معیارات کی موجودگی میں بھی مر جاتے ہیں،اگر بے ہوش کرنے والا ماہر فن ہے تو وہ ہر جانور کی ساخت اور حالت کے لحاظ سے اسکو اتنی مقدار میں ہی بے ہوش کرتا ہے کہ جانور ذبح سے پہلے موت کے منہ میں نہ جائے، چنانچہ جس طرح انسانوں کے آپریشن سے پہلے اینستھیزیا اسپیشلسٹ کی خدمات لی جاتی ہیں، بالکل اسی طرح اسٹننگ اسپیشلسٹ کی خدمات اس حوالے سے حاصل کی جانی چاہئیں۔تاکہ اس بات کا یقین حاصل ہوسکے کہ ذبح سے پہلے جانور میں حیات مستقرہ موجود ہے،اسکے بعد اگر جانور کو ذبح کر لیا جائے تو جانور کا کھانا حلال ہوگا۔

بعض علماء نے عمل تدویخ کے عدم جواز کی یہ وجہ بھی تحریر کی ہے کہ عمل تدویخ کے بعد جانور کا خون کم نکلتا ہے جبکہ بعض دوسرے علماء نے یہ کہا ہے کہ انھوں نے مذبح خانوں کا مشاہدہ کیا ہے، عمل تدویخ کے بعد خون کا اخراج معمول کے مطابق ہوتا ہے۔[33] مقالہ نگار نے جب اس سلسلے میں ماہرین حیوانات سے رجوع کیا تو انھوں نے بتلایا کہ اگر اسٹننگ کے فورا بعد جانور کو ذبح کر لیا جائے تو ایسی صورت میں ذبح والا حساب ہی ہو جاتا ہے،اور خون معمول کے مطابق نکلتا ہے، لیکن اگر کچھ دیر گزر جائے اور پھر جانور کو ذبح کیا جائے تو دل کی دھڑکن کم ہونے کی وجہ سے خون کا اخراج معمول سے کم ہوتا ہے، عموما مذبح خانوں میں جانور کو بے ہوش یا سن کرنے کے ایک منٹ بعد تک ذبح کر دیا جاتا ہے، یا تو انھیں الٹا لٹکا کر ذبح کیا جاتا ہے یا ذبح کرتے ہی الٹا لٹکا دیا جاتا ہے، جسکی وجہ سے خون اچھی طرح ڈرین ہو جاتا ہے، لہذا خون کے اخراج کی کمی کو عمل تدویخ کے عدم جواز کی علت بنانا صحیح معلوم نہیں ہوتا، بلکہ اصل وجہ یہی ہے کہ جانور کو ذبح سے پہلے ایک اضافی تکلیف پہنچنے کی وجہ سے عمل تدویخ ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔

اگر بالفرض عمل تدویخ کے بعد جانور کو جلد ذبح نہ کیا جائے، تو ایسی صورت میں یقینا خون کا اخراج کم ہوگا، لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ذبح میں ودجین کا کاٹنا ضروری نہیں اور جب ودجین نہ کاٹیں تو جسم سے خون کا اخراج نہیں ہوگا، لہذا امام شافعی اور امام احمد کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے خون کے کم اخراج کے باوجود تذکیہ کی کیفیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔[34]

خلاصۂ بحث:

مغربی ممالک کے مذبح خانوں میں اسلامی ذبیحہ کی بجائے، بذریعہ تدویخ جانور کو بے ہوش کرنے کا طریقہ رائج ہے، اسکی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کی اس طریقے سے جانور سے ذبح کی تکلیف بھی کم ہو جاتی ہے، اور جانور ذبح کرنے والے کے قابو میں آسانی سے آجاتا ہے، نیز ذبح کرنے والا جانور کے کسی بھی ممکنہ حملے سے بچ جاتا ہے، اس مقصد کے لیے گیس، کرنٹ یا ضرب لگانے والے آلے کا سہارا لیا جاتا ہے، عرب اور برصغیر کے علماء نے عمل تدویخ کی شرعی حیثیت کے حوالے سے تین مؤقف قائم کیے ہیں، بعض نے عمل تدویخ کو ناجائز کہا ہے، بعض نے شرائط کے ساتھ عمل تدویخ کی بعض یا تمام صورتوں کا جائز قرار دیا ہے، جبکہ بعض نے مطلّقا تمام صورتوں کو بغیر کسی شرط کے جائز رکھا ہے۔ مقالہ نگار کے نزدیک مانعین کا مؤقف راجح ہے۔ کیونکہ مشاہدہ اور سائنس دونوں کی نظر میں عمل تدویخ، ذبح سے پہلے ایک اضافی تکلیف ہے، جبکہ اسلامی ذبیحہ جانور کے لیے سب سے زیادہ سہولت کا طریقہ ہے، لہٰذا مسلمانوں کو اسے ہی اپنانا چاہیے، لیکن اگر کسی ملک میں حکومتی قانون کی وجہ سے مجبوراً اسے اختیار کرنا پڑے تو اسٹننگ اسپیشلسٹ کی زیر نگرانی وہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس کے نتیجے میں جانور صرف بے ہوش ہو، اور ذبح سے پہلے اسمیں حیات مستقرہ موجود ہو، ایسی صورت میں اسلامی طریقے سے اسے ذبح کر دیا جائے تو ایسے جانور کا گوشت کھانا حلال ہو جائے گا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

References

[1] شان الحق حقی، اوکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری، اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2005ء

Shan al ḥaq ḥaqqy, *Oxford English Urdu Dictionary,* (Oxford University Press, 2005)

[2] C.W.G/Edt, *The New Encyclopedia Britannica,* (Encyclopedia Britannica, Inc, 15th Edition, 2010) Food Processing, P.356

[3] ابن منظور، لسان العرب، بیروت، دار صادر، 1414ھ، 16/3

Ibn e Manẓor, *Lisan al 'arab*, (Beirut: Dār Ṣadir, 1414), 3:16

[4] McSmith, *A, I'll have my lobster electrocuted, please,* (London: The Independent Newspaper), June 14, 2013.

Anon, CrustaStun, *The 'humane' gadget that kills lobsters with a single jolt of electricity,* (London: Mail Online Newspaper), June 14, 2013

Electrical Stunning of Red Meat Animals, (England: Humane Slaughter Association, 2013)

Charlotte Berg and others, *A Review of Different Stunning Methods for Poultry – Animal Welfare Aspects (Stunning Methods for Poultry)*, Animals, May, 2015, P. 1209-1212

[5] International Training Workshop on Welfare StanDārds Concerning the Stunning and Killing of Animals in Slaughterhouses or for Disease Control, (Bristol: *Humane Slaughter Association),* 2006

[6] *Captive-Bolt Stunning of Livestock*, (England: Humane Slaughter Association), 2013

[7] فقہا نے اپنی تحریروں میں حیات کی تین اقسام بیان کی ہیں :

1) حیات مستقرہ:

جانور میں موجود ایسی زندگی جو اسکے جسم میں جاری وساری اور رکی ہوئی ہو ، یعنی جانور کے جسم میں روح ہو اور اس میں اپنے ارادے سے دیکھنے کی قوت ہو، نیز اسکی تمام حرکات اختیاری ہوں نہ کہ اضطراری۔

2) حیات مستمرہ:

جانور کے جسم سے روح نکل رہی ہو، اس موقع پر اس میں جو زندگی ہوتی ہے اسے حیات مستمرہ کہا جاتا ہے۔ کتب فقہ میں اسے اصل حیات سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

3) حرکت مذبوحی :

اسکا مطلب ہے مذبوح کی زندگی۔ یعنی ذبح کے بعد جانور میں جو زندگی ہوتی ہے اسے حرکت مذبوحی کہا جاتا ہے۔ اس حالت میں نہ تو جانور اپنے ارادے سے دیکھ سکتا ہے اور نہ ادھر ادھر حرکت کر سکتا ہے، بلکہ اسکا دیکھنا اور مختلف حرکتیں کرنا اضطراری ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک پالتو جانوروں میں ذبح سے پہلے حیات مستمرہ کافی ہے، جبکہ صاحبین اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک حیات مستقرہ ہونی ضروری ہے۔

(عبد الرحمٰن بن محمد، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ، 654/1 ؛کاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1406ھ، 2788/6-2789؛ بکری، ابو بکر بن محمد، اعانۃ الطالبین، بیروت، دارالفکر، 1418ھ، 343/2)

'Abd al Raḥman bin Muḥammad, *Al Fiqh 'ala al madhahib al a'rbi'ah,* (Beirut: Dār al Kutub al 'ilmiyyah, 1424), 1:654
'abu Bakar bin Mas'od, *Bada'e'al ṣana'e',* (Beirut: Dār al Kutub al 'ilmiyyah, 1406), 6:2788-2789
'abu Bakar bin Muḥammad, 'e'ant al ṭalebyn, (Beirut: Dār al Fikar, 1428), 2:343

[8] محمود حسن گنگوہی، مفتی، فتاوی محمودیہ، کراچی، جامعہ فاروقیہ، 2005ء، 260/17-261؛ لدھیانوی، محمد یوسف، مولانا، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، مکتبہ لدھیانوی، 1998ء، 453/5؛ تھانوی، اشرف علی، مولانا، امداد الفتاوی، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، 2010ء، 607/3-608؛ رحمانی، خالد سیف اللہ ، مولانا، قاموس الفقہ، کراچی، زمزم پبلشرز، 2007ء، 456/3؛ جامعہ بنوریہ کراچی کا فتوی، مؤرخہ 19 ذوالحجہ 1432ھ

Maḥmood Ḥasan Ghanghohy, *Fatawa Maḥmoodiyah,* (Karachi: jame'ah farooqiyyah, 2005), 17:260-261
Muḥammad Yousaf, *āap k masa'el aur un ka ḥal,* (Karachi: Maktabah Ludhiyanwy, 1998), 5:453
'ashraf 'Ali, *'imdad al fatawa',* (Karachi: Maktabah Dārul'uloom, 2010), 3:607-608
Khalid Syf allah, *Qamoos al fiqh,* (Karachi: Zam Zam Publishers, 2007), 3:456
The Fatwa Of jame'ah binoriyah Karachi: 19-dho al ḥijjah-1432

[9] لدھیانوی، محمد یوسف، مولانا، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، مکتبہ لدھیانوی، 1998ء، 453/5

Muḥammad Yousaf, *āap k masa'el aur un ka ḥal,* (Karachi: Maktabah Ludhiyanwy, 1998) , 5:453

[10] تھانوی، اشرف علی، مولانا، امداد الفتاوی، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، 2010ء، 607/3-608

Ashraf 'Ali, *'imdad al fatawa',* (Karachi: Maktabah Dārul'uloom, 2010), 3:607-608

[11]عبداللہ عبدالرحیم العبادی، الذبائح فی الشریعۃ الاسلامیۃ، حافظ محمد عبد الغفار (مترجم) ، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، 1988ء، 96-88

'abd Allah 'abd al Raḥim, *Al Dhabeḥ fi al shary'ah al islamiyah,*(Islamabad: IDāra Taḥqiqat e Islami, 1988), 88-86

[12]محمد شکیل اوج، شرعی اور مشینی ذبیحہ (ایک تحقیقی اور تقابلی جائزہ)، (شش ماہی) جہات الاسلام، اسلامک اسٹڈیز، لاہور، جلد6 شمارہ2، جنوری-جون2013ء، 95-100

Muḥammad Shakeel, *Shar'ey aur mashyny dhabyḥa,* (Lahore: Jihat al Islam ,Islamic Studies, *Vol.:6, Issue:2, Jan-Jun 2013), 95-100*

[13]لجنۃ الفتوی بالشبکۃ الاسلامیۃ کا فتوی، مؤرخہ 5 جمادی الاولی 1424ھ

The Fatwa Of Lajnat al fatwa be shabakat al islamiyah, 5-Jumadiyu al 'uoola, 1424

[14]صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح ومایؤکل من الحیوان، باب الامر باحسان الذبح والقتل

Ṣaḥiḥ Muslim, Kitab al ṣayd wa al dhabaeḥ

[15]محمد تقی عثمانی، فقہی مقالات، کراچی، میمن اسلامک پبلشرز،1424ھ،253/4-289

Muḥammad Taqi 'uthmany, *Fiqhy Maqala't,* (Karachi: Myman Islamic Publishers, 1424), 4:253-289

[16]مجمع الفقہ الاسلامی، قرار بشان الذبائح، مجلۃ المجمع، جدۃ، منظمۃ المؤتمر الاسلامی، العدد العاشر، جلد1، ص53

Majma' al fiqh al islamy, *Majallat al majma', Qirar Bishan al dhaba'eḥ* (Jeddah, Munaẓẓamah al mu'tamir al islamy, Issue No.10), 1:53

[17]مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا، اہم فقہی فیصلے، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ص82

Mujahid al Islam Qasmi, *'ehm fiqhy fysaly,* (Karachi: 'eDārat al Qur'an wa al 'uloom al islamiyah), 82

[18]وھبہ الزحیلی، الدکتور، الفقہ السلامی وادلتہ، دمشق، دارالفکر، س-ن، 2800/4-2801

Dr. Wahbat al Zuhaili, *Al Fiqh al islamy wa 'adillatohu,* (Beirut: Dār al Fikar), 4:2800-2801

[19]دار الافتاء المصریۃ کا فتوی، مؤرخہ 16 ربیع الاول 1401ھ

The Fatwa of Dār al Ifta al miṣriyyah, 16-Raby' al 'awal-1401

[20]ابن باز، عبدالعزیز بن عبداللہ، مجموع فتاوی العلامہ عبدالعزیز بن باز، محمد بن سعد الشویعر (طابع)، س-ن، 428/8-429

'abd al 'azyz bin 'abd allah, *The Collection of Fatawa of 'abd al 'azyz bin 'abd allah,* 8:428-429

[21]محمد رشید رضا، تفسیر المنار، مصر، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1990ء، 144/6

Muḥammad Rashyd Raḍa, *Tafsyr al Manar,* (Egypt: al hu'at al miṣriyah al 'amah, 1990), 6:144

[22]تفسیر المنار، 120/6

Tafsyr al Manar, 6:120

[23]محمد رشید رضا، مسألۃ ذبائح اہل الکتاب تأیید الفتوی بالاجماع، مجلۃ المنار، مطبعۃ المنار، مصر، جلد6 شمارہ21، 16 ذوالحجۃ 1321ھ، ص812-831

Muḥammad Rashyd Raḍa, *Mas'alah dhaba'eḥ 'ahl al kitab,Majallat al Manar,* (Egypt:

Matba'at al Manar, Vol.:6, Issue No.21,Dated:16-dho al ḥijjah-1321), 812-831

[24] یوسف القرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، دمشق، دار القرآن الکریم، 1378ھ، ص 61-63

Yousaf al Qarḍawy, *Al Ḥalal wa al Ḥaram fi al Islam,* (Beirut: Dār al Qur'an al Karym, 1378), 61-63

[25] ابن العربی، محمد بن عبد اللہ، احکام القرآن، بیروت، دار الفکر، 1408ھ، 2/42-45

Ibn al 'araby Muḥammad bin 'abd allah, *aḥkam al qur'an,* (Beirut: Dār al Fikar, 1408), 2:42-45

[26] صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب ذبیحۃ الاعراب ونحوھم

Ṣaḥiḥ al Bukhary, Kitab al dhaba'eh wa al ṣyd

[27] یوسف القرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، ص 64

Yousaf al Qarḍawy, *Al Ḥalal wa al Ḥaram fi al Islam,*64

[28] ولی حسن ٹونکی، مولانا، ذبح کا مسنون طریقہ مشمولہ فتاوی بینات، کراچی، مجلس دعوت و تحقیق اسلامی، 2006ء، 4/501-504

Waly Ḥasan, *Dhibaḥ ka masnoon ṭaryqah mashmola fatawa bayyinat,* (Karachi: Majlis da'wat wa taḥqyq islamy, 2006), 4:501-504

[29] محمد شفیع، مفتی، جواہر الفقہ، کراچی، مکتبہ دار العلوم، 1999ء، 2/388

Muḥammad Shafy', *Jawahir al fiqah,* (Karachi: Maktabah Dār al 'uloom, 1999), 2:388

[30] احکام القرآن، 2/46

aḥkam al Qur'an, 2:46

[31] مجموع فتاوی العلامہ عبد العزیز بن باز، 8/428-429

The Collection of Fatawa of 'abd al 'azyz bin 'abd allah, 8:428-429

[32] Dr. Ghulam Mustafa Khan, *Al-Dhabah*, (London: Islamic Medical Association, 1982)

[33] اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا، مشینی ذبیحہ، فقہ اسلامی کی روشنی میں، نئی دھلی، ایفا پبلیکیشنز، 2014ء، ص 132-133، 234-238

Ilamy fiqah Academy, *Mashyny Dhabyḥah, fiqh Islamy ky Roshny may,* (India: Eifa Publications, 2014), 132-238

[34] ابن قدامہ المقدسی، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرۃ، 1388ھ، 9/397

Ibn e Qudamah, *Al Mughni,* 9:397